۲۔ یا قرآنِ مجید سے زائد احکام بیان کرتی ہے جو بجائے خود مستقل احکام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مولانا عبدالسلام کیلانی :

مولانا عبدالسلام کیلانی نے اپنے خطاب میں مندرجہ ذیل دو مشہور من گھڑت احادیث کا تحقیقی جائزہ پیش کیا :

۱۔ "رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ، مَا اَتٰکُمْ عَنِّیْ فَاعْرِضُوْہُ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ فَاِنْ وَافَقَ کِتَابَ اللّٰہِ فَاَنَا قُلْتُہٗ، وَاِنْ خَالَفَ فَلَمْ اَقُلْہُ وَاِنَّمَا اَنَا مُوَافِقٌ کِتَابَ اللّٰہِ وَبِہٖ ھَدَانِیَ اللّٰہُ"!

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو بات تمہارے پاس میرے حوالے سے پیش ہو اسے کتاب اللہ پر پیش کرو، اگر موافق پاؤ تو میرا فرمان ہے ورنہ نہیں، کیونکہ میں صرف کتاب اللہ کی موافقت کرتا ہوں اور اسی سے اللہ مجھے راہ دکھاتے ہیں۔

۲۔ "کَلَامِیْ لَا یَنْسَخُ کَلَامَ اللّٰہِ وَکَلَامُ اللّٰہِ یَنْسَخُ کَلَامِیْ وَکَلَامُ اللّٰہِ یَنْسَخُ بَعْضُہٗ بَعْضًا"

کہ "میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا جبکہ اللہ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کرتا ہے اور اللہ کے کلام کا بعض اس کے بعض کو منسوخ کرتا ہے!"

مولانا عبدالسلام کیلانی نے فرمایا کہ یہ دونوں حدیثیں جعلی اور بناوٹی ہیں اور میرے خیال میں انہیں حدیث کہنا ہی غلط ہے ——— ان دونوں حدیثوں کے الفاظ ہی یہ بتلا رہے ہیں کہ یہ مہرِ نبوت سے نہیں نکلے، اور جس شخص کو حدیثِ رسول ؐ سے ذرا سا بھی لگاؤ ہے وہ یہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہو ہی نہیں سکتے۔

پہلی حدیث کے متعلق مولانا نے فرمایا کہ اس حدیث کا مضمون خود اس حدیث کو موضوع قرار دے رہا ہے کیونکہ اس میں یہ بات موجود ہے کہ "میری حدیث کو کلام اللہ پر پیش کرو، اگر موافق ہو تو میرا فرمان ہے، ورنہ نہیں"۔ چنانچہ اگر خود اس حدیث کو کلام اللہ پر پیش کیا جائے تو یہ کلام اللہ کی موافقت نہیں کرتی۔ کیونکہ قرآنِ مجید نے اطاعتِ رسول کو مطلقاً ذکر فرمایا ہے نہ کہ مقید ——— کیا کلام اللہ میں کہیں یہ موجود ہے کہ رسول اللہ کی اطاعت صرف اس صورت میں کرو جبکہ ان کا حکم کلام اللہ کے موافق ہو، ورنہ نہیں؟ ہرگز نہیں! لہٰذا یہ حدیث خود اپنے

بیان کردہ اصول کی روشنی میں اپنے کلام رسول ہونے کی نفی کر رہی ہے۔ یا بالفاظِ دیگر اسی حدیث کی روشنی میں خود اسی کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

دوسری حدیث : مولانا نے اس حدیث کے موضوع ہونے کی دلیل پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ :

کسی بات کے کسی خاص پہلو کو بالفرض درست بھی مان لیا جائے تو اس کے متعلق یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ رسول اللہ نے ایسا فرمایا ہے ۔۔۔ ایک مثال سے اپنی اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ خلیفہ بنے ہیں۔ یہ بات واقعتہً درست ہے لیکن اگر کوئی شخص رسول اللہ کی طرف نسبت کر کے یہ کہے کہ آپؐ نے یہ فرمایا کہ " میرے بعد یہ حضرات یکے بعد دیگرے خلیفہ بنیں گے " تو ظاہر ہے یہ روایت درست نہ ہو گی۔ کیوں کہ آپؐ نے ایسا ہرگز نہیں فرمایا۔ چنانچہ اس حدیث کے مضمون کا واقعتہً درست ہونا اس پر دال نہیں کہ آپؐ نے یہ بیان بھی فرمائی ہو۔ پس (روایتاً) اس دوسری حدیث پر تحقیق پیش کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ :

. . . اس کی سند مسند احمد اور حجۃ اللہ البالغہ میں بیان کی جاتی ہے۔ میں نے یہ دونوں کتابیں دیکھی ہیں، کسی میں یہ حدیث موجود نہیں ۔۔۔ ہاں مشکوٰۃ، کہ جس کا کام ہی احادیث کی تخریج کرنا ہے، اس میں یہ موجود ہے لیکن دار قطنی اور ابن عدی کی نسبت سے ۔۔۔ اور امام سیوطی بھی جامع الصغیر میں اس کی نسبت دار قطنی اور ابن عدی کی طرف کرتے ہیں جبکہ ابن عدی اور عقیلی کی طرف کسی حدیث کا منسوب ہو جانا اس لیے خطرے سے خالی نہیں کہ انہوں نے موضوعات اور ضعفاء پر مستقل تصانیف لکھی ہیں ۔۔۔ اور امام ذہبی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں محمد بن جبروت متہم بالکذب ہے اور اس کا استاد قنطری اس سے بھی گیا گزرا جھوٹا آدمی ہے۔

آخر میں مولانا نے اس بات پر زور دے کر فرمایا کہ یہاں یہود و نصاریٰ کی بات نہیں ہو رہی کہ بغیر سوچے سمجھے یہ کہہ دیا جائے کہ موسیٰؑ نے ایسے کہا، عیسیٰؑ نے یوں فرمایا، بلکہ یہاں بات اہلِ علم اور امتِ محمدیہ کی ہے اور ہمارے اور پہلی امتوں کے درمیان یہی فرق ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حدیث کے راوی کے متعلق یہ تحقیق موجود ہے کہ وہ اپنی زندگی میں کیا کرتا رہا ہے ۔۔۔ لہٰذا جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے کی کوشش کرے گا، منہ کی کھائے گا۔

مولانا عبد السلام کیلانی کے بعد مدیرِ جامعہ حافظ عبد الرحمٰن صاحب مدنی نے پہلی حدیث

کے متعلق روایت کے اعتبار سے مزید وضاحت یہ فرمائی کہ:

اس حدیث کے متعلق عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں ـــــ اور عبدالرحمٰن بن مہدی وہ شخص ہیں کہ امام علی بن مدینی استاذ بخاری فرماتے ہیں: "بارہ اشخاص نے اپنی تصنیفات میں کل علم اسناد جمع کر لیا ہے۔ پھر یہ سارا علم تین اشخاص میں منتقل ہوا ہے۔ جن میں سے ایک عبدالرحمٰن بن مہدی ہیں ـــــ کہ "زنادقہ اور خوارج نے یہ حدیث وضع کی ہے"۔ امام وکیع بن الجراح فرماتے ہیں کہ یہ حدیث گھڑی ہوئی ہے۔ صاحب کشف الخفاء نے امام صغانی سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث بناوٹی ہے[۱]

امام وکیع بن الجراح کے متعلق مدنی صاحب نے فرمایا، کہ وکیع وہی استاذ امام شافعی ہیں۔ جن کے بارے میں امام شافعی کا یہ شعر ہے ؎

شَکَوْتُ اِلٰی وَکِیْعٍ سُوْءَ حِفْظِیْ ... فَاَوْصَانِیْ اِلٰی تَرْکِ الْمَعَاصِیْ
لِاَنَّ الْعِلْمَ فَضْلٌ مِّنْ اِلٰہٍ ... وَفَضْلُ اللّٰہِ لَا یُعْطَاہُ عَاصٍ

کہ "میں نے استاذِ گرامی قدر سے اپنے سوءِ حفظ کی شکایت کی تو انہوں نے مجھے ترکِ معاصی کی وصیت فرمائی اور فرمایا کہ علم اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ اپنا فضل اس شخص کو عطا نہیں فرماتے جو معاصی سے پرہیز نہ کرتا ہو!"

آخر میں مدنی صاحب نے یہ کہہ کر محفل کو کشتِ زعفران بنا دیا کہ مجھے مولانا عبدالسلام صاحب مدنی سے اس حد تک اختلاف ہے کہ "ان احادیث کو احادیث کہنا ہی غلط ہے۔" کیونکہ گواہ اگر جھوٹا ہو تو بھی ہوتا وہ گواہ ہی ہے ـــــ شرکاء میں سے بالخصوص قانون دان طبقہ اس وضاحت پر محظوظ ہوئے بغیر نہ رہ سکا ـــــ مغرب کی اذان کے ساتھ ہی یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔!

---

[۱] صاحب عون المعبود شرح سنن ابی داؤد (ج ۴ ص ۳۷۹) میں لکھتے ہیں: "یہ حدیث باطل ہے جس کا کوئی اصل نہیں۔ ذکریا الساجی امام یحییٰ بن معین سے اس حدیث کا موضوع ہونا ذکر کرتے ہیں۔ اور علامہ طاہر پٹنی تذکرۃ الموضوعات (ص ۲۸) میں خطابی سے بھی یہی نقل کرتے ہیں۔" (مزید بحث کے لئے ملاحظہ ہو، مقدمہ موضوعات ابن الجوزی اور اللآلی المصنوعہ للسیوطی (ج ۲ ص ۴۶۱) اس بناوٹی حدیث کے متعلق مصطفیٰ سباعی نے "حدیث کی تشریعی حیثیت" میں عمدہ بحث کی ہے)

(ادارہ)